باسمہ تعالیٰ

۱۷ / ن

سوال: مفتی صاحب! آپ حضرات نے مساجد کے علاوہ گھر کی بیٹھک یا باہری کمرہ میں حسب شرائط جو جمعہ قائم کرنے کے لیے فرمایا ہے، یہ تو فقہ کے اس جزئیہ کے خلاف ہے، جس میں کہا گیا ہے کہ اگر شہر والوں کا جمعہ فوت ہو جائے تو وہ اذان واقامت کے بغیر تنہا تنہا ظہر پڑھیں گے۔ کیوں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ لوگوں کو گھروں کی بیٹھک وغیرہ میں جمعہ نہیں کرنا چاہیے؛ ورنہ فقہا یہ فرماتے کہ اولا جمعہ کی کوشش کی جائے۔ اور اگر جمعہ کی کوئی صورت نہ بن سکے تو اذان واقامت کے بغیر ظہر تنہا تنہا پڑھی جائے۔

اور بعض اہل علم نے بھی اس اہم پہلو کی طرف متوجہ فرمایا ہے۔

آپ حضرات سے بھی غور وفکر کی درخواست ہے۔

مستفتی:

حکمت اللہ حنیف قاسمی، ہرات، افغانستان

۱۰۹ / تتمہ / ن ۱۴۴۱ھ　　　　بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب وباللہ التوفیق:۔ سوال میں جس پہلو کی طرف متوجہ کیا گیا ہے، الحمد للہ دار العلوم کے فتوے کی تیاری میں اس پہلو کو بھی مد نظر رکھا گیا تھا؛ لیکن فتوے میں اگر اس طرح کے تمام پہلوؤں پر بحث کی جاتی تو فتوی بہت طویل ہو جاتا ہے اور خالی الذہن حضرات کے لیے مشکل ودقیق بھی ہو جاتا ہے؛ اس لیے ان سب باتوں کی طرف اشارے کے لیے فتوے کے اخیر میں صرف یہ لکھ دیا گیا تھا کہ **واضح رہے کہ دونوں سوالوں کے جواب میں فقہ حنفی کے بنیادی مراجع اور اکابر علمائے دیوبند کے فتاوی اور اختلاف کی صورت میں راجح قول کا لحاظ کیا گیا ہے الخ۔**

اور اب جب آپ مستقل سوال کر رہے ہیں تو اس پہلو سے متعلق وضاحت پیش خدمت ہے:

جس بستی میں جمعہ کی شرائط پائی جاتی ہوں، وہاں اگر کچھ لوگوں کا جمعہ فوت ہو جائے تو وہ اولا جمعہ کے قیام کی کوشش کریں۔ اور اگر جمعہ کے قیام کی کوئی شکل نہ بن سکے تو ظہر کی نماز تنہا تنہا پڑھیں (جماعت سے نہیں)۔ اور فقہ کا پیش کردہ جزئیہ اسلامی ممالک کے ساتھ خاص ہے، جہاں اذن سلطان کے بغیر جمعہ قائم نہیں ہوسکتا؛ کیوں کہ فقہ حنفی کی اکثر عربی کتابیں اسلامی سلطنت والے ممالک میں تصنیف کی گئی ہیں۔ حضرت مولانا مفتی عبد الکریم صاحب گمتھلویؒ نے اس طرح کے ایک سوال کے جواب میں ایسا ہی فرمایا ہے۔ ذیل میں حضرت مفتی صاحبؒ کے جواب کا ضروری خلاصہ پیش خدمت ہے:

قواعد سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر مصر میں کم از کم چار شخص جمعہ سے رہ جاویں تو وہ جمعہ کی نماز دوسری مسجد میں پڑھ لیں الخ۔ مگر جزئیہ کوئی نہیں ملا؛ بلکہ روایات مذکورہ بالا سے بہ ظاہر اس کے خلاف معلوم ہوتا ہے کہ ہر حال میں تنہا تنہا ظہر پڑھیں؛ لیکن خلاف قواعد ہونے کی وجہ سے ان روایتوں میں تاویل کی جائے گی۔ پھر حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی نور اللہ مرقدہ کے حوالہ یہ تاویل نقل فرمائی کہ ان روایتوں کو مبنی کہا جائے تعدد جمعہ کے عدم جواز پر۔ اور جب مفتی بہ جواز تعدد ہے تو یہ روایت بھی مفتی بہ نہ رہے گی۔ اور فرمایا: وھو وجہ وجیہ۔ اور ایک تاویل یہ ذکر فرمائی کہ یہ روایت محمول ہے اس جگہ پر جہاں حکومت اسلامیہ کی طرف سے قاضی وغیرہ مقرر ہو، اگر وہاں جمعہ فوت ہو جاوے تو بدون اذن حاکم ←

دوسرا جمعہ نہیں ہوسکتا۔ باقی ہمارے ملک میں چوں کہ تقرر امام کا مدار تراضی مسلمین پر ہے؛ اس لیے یہ باقی ماندہ لوگ کسی کو امام بنا سکتے ہیں اور جمعہ پڑھ سکتے ہیں کما قال صاحب الخلاصة الخ ۔ غرضیکہ اہل مصر کو تنہا تنہا ظہر کا حکم جب ہے کہ جمعہ سے کوئی مانع ہو، ویؤید هذا ما في العالمگيرية، ونصه: وكره جماعة الظهر لأهل المصر إذا لم يجمعوا لمانع (ج: ۱، ص: ۹۵)۔ پھر چند سطروں کے بعد فرمایا: یہ دوسری مسجد میں جمعہ پڑھنا تو جب کہ چار آدمی جمعہ سے رہ جاویں۔ اور اگر چار سے کم، یعنی: دو، تین آدمی رہ جاویں تو وہ ظہر پڑھیں اور الگ الگ پڑھیں، جماعت نہ کریں۔ اس کے بعد مجموعۃ الفتاوی میں مولانا عبدالحی صاحب: کا فتوی بھی اس تحریر کے مطابق پایا۔ (تفصیل امداد الاحکام، کتاب الصلوۃ، فصل فی الجمعۃ والعیدین، ۱: ۷۸۳-۷۸۵، سوال: ۵۵، مطبوعہ: مکتبہ دار العلوم کراچی، میں ملاحظہ ہو)۔

لہٰذا ملک کی موجودہ صورت حال میں گھروں کی بیٹھک یا باہری کمرے میں (شرائط جمعہ کی رعایت کے باوجود) جمعہ کی عدم صحت پر فقہ کے اس جزئیہ سے استدلال صحیح نہیں۔

اور صحت جمعہ کے لیے مسجد کی شرط کسی بھی دلیل سے ثابت نہیں؛ بلکہ اکابر کے فتاوی اس کے برخلاف ہیں (دیکھئے: فتاوی دار العلوم دیو بند، ۵: ۱۱۷، مطبوعہ: مکتبہ دار العلوم دیو بند، کفایت المفتی، ۳: ۲۳۱، مطبوعہ: دار الاشاعت، کراچی، فتاوی محمودیہ جدید، ۸: ۵۳-۵۵، مطبوعہ: ادارہ صدیق، ڈابھیل، وغیرہ)۔

اور فقہی جزئیات سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ جمعہ کے باب میں مسجد اور غیر مسجد کا فرق نہیں ہے اور گھر (کی بیٹھک یا باہری کمرہ وغیرہ) میں بھی حسب شرائط، جمعہ قائم کیا جاسکتا ہے: چناں چہ شامی میں کافی نسفی کے حوالے سے ہے:

**والإذن العام وهو أن تفتح أبواب الجامع ويؤذن للناس حتى لو اجتمعت جماعة في الجامع وأغلقوا الأبواب وجمعوا لم يجز، وكذا السلطان إذا أراد أن يصلي بحشمه في داره فإن فتح بابها وأذن للناس إذناً عاماً جازت صلاته شهدتها العامة أو لا الخ** (رد المحتار، ۳: ۲٦، ط: مكتبة زكريا ديوبند، ٥: ٥٣، ت: الفرفور، ط: دمشق، نقلا عن الكافي للنسفي).

اور فتاوی عالمگیری میں محیط وغیرہ کے حوالہ سے ہے:

**ومنها الإذن العام، وهو أن تفتح أبواب الجامع فيؤذن للناس كافة احتى أن جماعة لو اجتمعوا في الجامع وأغلقوا أبواب المسجد على أنفسهم وجمعوا لم يجز، وكذا السلطان إذا أراد أن يجمع بحشمه في داره، فإن فتح بابها وأذن إذناً عاماً جازت صلاته شهدتها العامة أو لم يشهدوها كذا في المحيط، ويكره كذا في التتارخانية، وإن لم يفتح باب الدار وأجلس البوابين عليها لم تجز لهم الجمعة كذا في المحيط** (الفتاوى الهندية، كتاب الصلاة، الباب السادس عشر في صلاة الجمعة، ۱: ۱٤۸، ط: المطبعة الكبرى الأميرية، بولاق، مصر)۔ **فقط واللّٰہ تعالی أعلم۔**

۱۴۴۱/۸/۱۶ھ = ۲۰۲۰/۴/۱۱ء شنبہ

الجواب صحیح

الجواب صحیح

الجواب صحیح

۲۱ر شعبان ۱۴۴۱ھ